رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکوٰۃٍ فِیْہَا

زنانہ اخبار — مہینے میں ۲ دو بار

مِصباح

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ: سالانہ دو ۲ روپے آٹھ آنہ

نمبر ۵ — یکم مارچ سنہ ۱۹۲۸ء — ۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۶ھ — جلد ۲

نظم

فاطمہ بنت عبداللہ

منظومہ امۃ الحفیظ بیگم شمیم۔ مانڈلے برھما

ایک لڑکی فاطمہ تھی نونہال — بنت عبداللہ تھی وہ خوشخصال
گو بہت کم سن تھی لیکن پُر شعور — ملکی و ملّی محبّت میں وہ چُور
عمر چھوٹی پر بڑی صابر حلیم — حق نے بخشا تھا اسے قلبِ سلیم
اُٹھتی ننھّے دل سے رہ رہ کر ترنگ — ہو ترقی قوم کو یہ تھی اُمنگ
آرزو دل کی تھی یہ بے حد پسند! — قوم ہو میری جہاں میں سر بلند!
دل میں جذبہ تھا تو جذبہ قوم کا — سر میں سودا تھا تو سودا قوم کا

تھی ٹریپلی کی حکومت اُس زماں — ہر طرف چھایا ہُوا امن و اماں!
چین سے دن رات ہوتے تھے بسر — نے کسی کا ڈر تھا نے خوف و خطر!
آگئی گردش جو چرخِ پیر میں — بس تغیّر ہو گیا تقدیر میں
رومیوں نے الٹی میٹم دے دیا! — اس سہانی بزم کو برہم کیا!
ق
کر دیا اُس سرزمیں کو وقفِ جنگ — اور رعیت کی بھی کر دی زیست تنگ
غازیوں نے بھی لئے ہتھیار تھام — اور کیا تیغِ دو دم کو بے نیام!

بیسیوں دشمن ہوئے دوزخ رسید — پر ہوئے غازی بھی کتنے ہی شہید!

رزم میں غازی تھے دکھلاتے کمال! — بزم میں یاں فاطمہ صاحب جمال!
قوم کی وہ حور عین دلدادہ تھی — رزم میں جانے پہ بس آمادہ تھی
حُبِّ قومی میں جو وہ مخمور تھی — رزمگہ کو جانے پر مجبور تھی
درد دل دیتا تھا پہلو سے صدا — فاطمہ! چل تُو بھی واں بیٹھی ہے کیا!
گرچہ ہے کم سن! مگر پروا نہ کر — شمعِ ملت پر تو جاں "پروانہ" کر
ہاں! تُو چل کر ہو فدا اِس دین پر — سکہ بٹھلا دے! دلِ پُرکین پر

حورِ صحرائی ہے آئی سوئے جنگ — ہائے ہاتھوں میں تبر ہے نے تفنگ
خدمتِ ساقی جو دل سے بھائی ہے — غازیوں کو پانی دینے آئی ہے
غازیوں کو پانی پہنچاتی ہے حور — ہے ہراس و خوف اس سے دُور دُور
دل ہے سینہ میں کہ یا فولاد ہے — معرکے ایسے میں بھی جو شاد ہے
"رن" میں پانی لیکے وہ آتی ہے آہ — فوج دشمن تیر برساتی ہے آہ
بے پنہ تیروں سے ہو کیونکر اماں — اب بچے کیونکر؟ یہ شانِ غازیاں
کینہ ور دشمن نے اُف! معصوم کو — فاطمہ کو! ہائے اس مظلوم کو
کم سن و نازک! مگر جرّار کو — غازیوں کی جانِ پُر ایثار کو

خاک و خوں میں آہ! غلطاں کر دیا
غم نہیں فردوس ارزاں کر دیا

آفریں! صد آفریں اے فاطمہ — پیروِ دینِ مُبیں اے فاطمہ
موجبِ صد ناز نسواں فاطمہ — مایۂ اعزاز نسواں فاطمہ
تُو نے سمجھایا ہمیں رازِ حیات — زندگی ہوتی ہے یوں! بعد از ممات
تُو نے سکھلایا کہ قومی روح کو — اپنے اندر اس طرح پیدا کرو
تُو نے بتلایا فلاحِ قوم کو — اپنے مال و جان سے پیارا رکھو
تُو نے جتلایا! کہ گو کمزور ہو — خدمتِ قومی کو پھر بھی تم بڑھو

قومی خدمت میں ہے دنیا کی نجات
یاد رکھ سو بات کی یہ ایک بات

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۸ء بروز شنبہ پونے ۹ بجے دن کے ہمارے مصباح کے کاتب منشی کرم علی صاحب کو پوتا عطا فرمایا ہے۔ مبارکباد کے بعد دعا ہے کہ اقبال کی ٹوپی۔ بڑھتی عمر کا گرتہ نصیب ہو۔
(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۸ء

ننھوں کے چلّانے کی فلاسفی

یہ امر کسی مزید ثبوت کا محتاج نہیں کہ دنیا میں کوئی زندہ انسانی بچہ ایسا پیدا نہیں ہوتا نہ پہلے ہوا ہے۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔ جو پیدائش کے وقت کم و بیش نہ روتا ہو۔ پھر اپنی زندگی کے پہلے چند سالوں میں بھی بچہ اپنے خیالات، جذبات اور ضروریات کا اظہار رونے اور چلّانے سے ہی کرتا ہے۔ پس کوئی بہن بھی غالباً ایسی نہ ہوگی۔ جس نے بچوں کے چلّانے کا مشاہدہ نہ کیا ہو۔ اور کوئی والدہ ایسی نہ ہوگی۔ جس نے بچے کے چلّانے اور رونے کی وجہ سے دکھ نہ اٹھایا ہو۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے عاجزہ نے ضروری خیال کیا۔ کہ اپنے لائق خاوند (ڈاکٹر صاحب) کے علم سے فائدہ اٹھا کر بہنوں کی واقفیت کے لئے چلّانے کی فلاسفی یعنی چلّانے کے اسباب. علامات اور علاج کے متعلق کچھ عرض کروں۔ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ مائیں بچے کے چلّانے کی اصل وجہ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے بہت تکلیف اٹھاتی ہیں۔ اس کی زیادہ وجہ تو علم کی کمی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی کچھ تکلیف ان کی پیدا کردہ ہوتی ہے۔ مثلاً یہی کہ ادھر بچہ رویا اور ادہر جھٹ اس کے منہ میں دودھ ڈالا خواہ وہ بدہضمی کی وجہ سے ہی رو رہا ہے) یا کم سے کم اس کو گود میں اٹھا لیا۔ اس طرح غلط تربیت کی وجہ سے بچہ اس بات کا عادی ہو جاتا ہے کہ جب چاہے جھٹ رو کر والدہ سے جو چاہے منوا لے۔ پس یہ ضروری ہے کہ بچہ کے چلّانے کی وجوہات اور بواعث پر بحث کی جائے تاکہ ہر ایک والدہ صحیح نتیجہ پر پہنچ کر اس کا مناسب علاج کر سکے۔ اور اس طرح بچہ میں بری عادات پڑنے سے روک سکے ؂

ولادت کے بعد چلّانا :۔ واضح ہو کہ ہر زندہ انسانی بچہ پیدا ہوتے ہی ضرور روتا ہے۔ اس کے متعلق مختلف خیالات پائے جاتے ہیں۔ عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ اس کو شیطان چھوتا ہے۔ صوفیاء کہتے ہیں کہ دنیا میں آتا ہے تو لوگ خوشی کرتے ہیں۔ مگر بچہ روتا ہے۔ طب کی رو سے اس کی وجہ بہت تکلیف ہے۔ وہ یہ کہ بچہ رحم مادر میں سانس نہیں لیتا۔ کیونکہ اس کو تازہ اور صاف شدہ خون رحم کی شریانوں سے آنول کے ذریعہ مل جاتا ہے۔ باہر آکر پھر اس کو ہوا کھانے کا بندوبست خود کرنا پڑتا ہے۔ پس وہ چیخ جو ہے۔ اصل میں رونا نہیں بلکہ وہ بچہ کا پہلا سانس ہوتا ہے۔ بچہ شکم مادر میں ایک گرم تنور کے اندر رہتا ہے۔ جب وہ باہر آتا ہے۔ تو اس کے ننگے جسم کو سردی لگتی ہے۔ سردی کا اثر جلد کے نازک اعصاب پر پڑتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ ایک گہری سانس لیتا ہے۔ جس کی آواز چیخ کے مشابہ ہوتی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے ماتحت یہ انتظام کر رکھا ہے کہ بچہ بغیر کسی کی مدد کے خود پہلا سانس لے سکے یہ بات تو بہتوں نے بھی بارہا آزمائی ہوگی۔ کہ جلد پر اگر ٹھنڈا پانی پڑے۔ مثلاً غسل کرتے وقت۔ تو انسان گہری سانس لیتا ہے ۞

چلّانے کی اقسام:۔ بچے کا چلانا دو قسم کا ہوتا ہے، طبعی اور غیر طبعی۔ آگے پھر غیر طبعی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو امراض کے نتیجہ میں ہو۔ دوسرے وہ جس کے اسباب اس کے علاوہ ہوں ۞

(۱) **طبعی چلانا:۔** واضح ہو۔ کہ بعض دفعہ بچے کا چلانا کسی طبعی ضرورت یا مرض کی تکلیف کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ فطرتی۔ قدرتی اور طبعی ہوتا ہے اور اس کا علاج خاموشی ہے۔ اس طبعی رونے کے دو فوائد ہیں۔ اول اس میں بچے کے پھیپھڑوں کی ورزش ہے یعنی وہ اچھی طرح رو رو کر گہری سانس لینے کی مشق کرتا ہے جس سے اس کے پھیپھڑے ہوا سے خوب بھر جاتے ہیں۔ کیونکہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ تو اس وقت پہلے سانس سے اس کے پھیپھڑے پوری طرح ہوا سے نہیں بھرتے۔ اور ان کے بعض حصے ایسے رہ جاتے ہیں۔ جن میں ہوا داخل نہیں ہوئی ہوتی۔ پس بچہ اس طرح پر چلا چلا کر ہوا کی اس کمی کو پورا کر لیتا ہے،

دوسرا فائدہ اس کا یہ ہے کہ چلانے کی آواز کا اثر والدہ کے اعصاب پر پڑتا ہے جس سے اس کی چھاتی کی طرف خون کا دورہ تیز ہو کر دودھ زیادہ مقدار میں بنتا ہے ۞

پس ضروری ہے۔ کہ جب بچہ بلا کسی تکلیف یا طبعی ضرورت کے چلا رہا ہو۔ تو اس کو ہرگز دودھ نہ دیا جائے اور نہ ہی اس کو گود میں اٹھایا جائے۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے والدہ اس کے پھیپھڑوں کی قدرتی ورزش میں مخل ہوگی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس کے پھیپھڑے کمزور رہیں گے۔ مگر ساتھ ہی یہ عرض ہے کہ والدہ کو اس بات کی مشق ہونی چاہیئے۔ کہ وہ طبعی اور غیر طبعی چلانے میں فرق کر سکے۔ کیونکہ افراط تفریط کی راہیں دونوں مضر صحت ہیں۔ مثلاً ایک عورت طبعی چلانے کو نظر انداز کر کے ہر دفعہ بچے کو اٹھا لے یا دودھ پلانا شروع کر دے۔ تو یہ غلطی ہے۔ اور اس کے برخلاف ایک عورت اس مضمون سے متاثر ہو کر ہر دفعہ یہی خیال کرے۔ کہ یہ رونا طبعی ہے اور مفید ہے۔ اس لئے اصل سبب معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ تو یہ بھی غلطی ہے۔ پس واضح ہو کہ طبعی رونا کسی حالت میں بھی نصف گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی بچہ لگاتار ۲۰ یا ۲۵ منٹ تک روتا ہے۔ تو جان لو۔ کہ یہ رونا غیر طبعی ہے۔ اس کے علاوہ چلانے کی آواز سے بھی مشق کے بعد معلوم ہو سکتا ہے، کہ یہ چلانا طبعی ہے یا غیر طبعی۔ مثلاً طبعی چلانا چند منٹ ہوتا ہے۔ بچہ آہستہ آہستہ آواز نکالکر خود ہی خاموش ہو جاتا ہے۔ اور پھر شروع کر دیتا ہے۔ آواز میں شدت نہیں ہوتی۔ بلکہ دھیمی دھیمی نرم آواز ہوتی ہے بچے کا گلا نہیں پھٹتا۔ آخر خاموش ہو کر سو جاتا ہے۔ ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ بچے کی آنکھوں میں

پسینہ بھی نظر آئے گا۔ اس کا علاج ظاہر ہی ہے کہ گرم ٹوپی اُتار دو اور کپڑوں کا بوجھ کم کر دو۔ اگر ہو سکے۔ تو غسل دے کر سلاؤ ۔

۶۔ چیونٹی۔ مکھی۔ مچھر کا کاٹنا۔ یہ بھی بعض دفعہ ہو سکتا ہے اور گرم مرطوب آب و ہوا میں بہت عام ہوتا ہے۔ جسم پر ہاتھ پھیر کر معلوم کرو۔ کہ کیا بات ہے۔ اس کا علاج حفظ ماتقدم ہے۔ یعنی بچے کا بستر صاف ہو تا چیونٹی نہ آئے۔ مچھر اور مکھی کی بہترین روک مچھر دانی ہے۔ جس کا استعمال بچپن سے ضروری ہے ۔

۷۔ لنگوٹ کی پن کا چبھنا۔ بعض نادان مائیں لنگوٹ کی پن (کول) کو اس طرح لگاتی ہیں۔ کہ بچے کی جلد بھی ساتھ ہی ٹانکی جاتی ہے۔ اگر ایسی بات ہو۔ تو پن کھول کر دوبارہ احتیاط سے لگاؤ ۔

۸۔ تھک جانا۔ بچے میں چند ماہ تک خود بخود پہلو بدلنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ عموماً ایک ہی پہلو پر سوتا ہے۔ ماں بہت خوش ہوتی ہے۔ کہ میرا بچہ ساری رات میں ایک دفعہ بھی نہیں ہلتا۔ بہت اچھا لڑکا ہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ خود اس کا پہلو ہر ۲۔۳ گھنٹے کے بعد بدلتی رہے۔ بعض دفعہ بچہ ایک پہلو پر پڑے پڑے تھک کر رونا شروع کر دیتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ پہلو بدل دیا جائے ۔

۹۔ تنگ لباس۔ فراک یا لنگوٹ کے تنگ ہونے کی وجہ سے بھی بچہ چلاتا ہے۔ اس کی تشخیص۔ حفظ ماتقدم اور علاج واضح ہے۔ صرف والدہ کو اس کی طرف توجہ دلانا مقصود تھا ۔

۱۰۔ جسم کی میل: بچے کو اگر روزانہ نہلایا نہ جائے تو جسم کی قدرتی میل اور پیشاب پاخانہ کی خراش کی وجہ سے وہ روتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ باقاعدہ غسل دیا جائے۔ اور جب بچہ بھیگ جائے۔ تو اس کو صاف کر دیا جائے ۔

۱۱۔ زیادہ اُٹھانا: گرم موسم میں بچے کو اگر بار بار اُٹھایا جائے۔ تو اٹھانے والے کی گود کی گرمی کی وجہ سے بھی بچہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس کا نازک جسم سخت گرم ہو جاتا ہے۔ اور وہ روتا ہے۔ اس خرابی کی قباحت واضح ہے۔ اور علاج بھی آسان ہے ۔

۱۲۔ خراب تربیت: بعض دفعہ بچہ کسی طبعی ضرورت یا تکلیف کی وجہ سے روتا ہے۔ مگر والدہ بجائے اس کے کہ اس کی ضرورت کو پورا کرے یا تکلیف کے اسباب کا ازالہ کرے۔ بچے کو فوراً گود میں اٹھا لیتی ہے۔ یا پاس لیٹ جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ دودھ دینا بھی شروع کر دیتی ہے۔ ماں کے اس حسنِ سلوک کو دیکھ کر بچے کا طبعی تقاضا عادت بن جاتا ہے۔ اور پھر وہ نہ کسی طبعی ضرورت یا تکلیف بلکہ محض آرام چاہنے کے لئے ارادتاً روتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھ جاتا ہے کہ والدہ کو پاس بلائے۔ اور گود میں بیٹھنے کا یہی ایک طریق ہے کہ رونا شروع کر دیا جائے۔ اس طرح کی خراب تربیت کا خمیازہ اکثر بہنوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ مگر اس کا علاج کُلّی طور پر حفظ ماتقدم ہے۔ یعنی رونے کا سبب معلوم کئے بغیر بچے کو دودھ مت دو۔ اور نہ ہی اس کو گود میں اٹھاؤ۔ جب عادت پڑ جائے تو اس کا علاج یہی ہے

کہ ہوشیاری کے ساتھ رونے کا سبب معلوم کرکے اس کی طبعی ضرورت کو پورا کردو۔ یا تکلیف کا ازالہ کردو۔ اگر کوئی سبب معلوم نہ ہو۔ تو چھوڑ دو۔ یہ رونا طبعی ہے

(ب) امراض کی وجہ سے رونا

۱۔ امراض معدہ و امعاء۔ بدہضمی۔ بچہ اکثر دفعہ بھوک کی وجہ سے نہیں بلکہ بدہضمی کی وجہ سے روتا ہے اور اس کے بڑے بڑے اسباب یہ ہیں:۔ دودھ بے وقت پلانا۔ دودھ کا زیادہ ثقیل ہونا۔ پیٹ کو سردی لگنا۔ دودھ پلانے کے بعد چھاتی اور بچے کے منہ کو صاف نہ کرنا۔ بوتل اور ربڑ کا صاف نہ رکھنا وغیرہ ؛

علامات:۔ بچہ الٹی کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ خالص دودھ اور بعض دفعہ پھٹ۔ روتا ہے اور پاخانہ میں بھی پھٹ نکلتے ہیں ؛

علاج:۔ اسباب کا ازالہ کرو۔ باقاعدہ وقت مقررہ پر دودھ دو۔ سردی سے بچاؤ۔ پستان اور بچے کے منہ بوتل اور ربڑ وغیرہ سب کو صاف رکھو۔ ماں کا دودھ اگر ثقیل ہو تو دودھ تھوڑا وقت پلاؤ۔ مثلاً پہلے اگر ۲۰ منٹ دودھ لیتا ہے تو اب ۱۰ منٹ کردو۔ اور اس طرح معلوم کرلو۔ کہ زیادہ سے زیادہ کتنی دیر تک بغیر الٹی کئے بچہ دودھ چوس سکتا ہے۔ بجائے خالص دودھ کے اس کو رس لیموں سے پھاڑ کر دودھ کا پانی دو۔ اگر اس سے آرام نہ ہو۔ تو پھر رائی رس بہترین نسخہ یہ ہے:۔ سوڈا بائی کارب ایک گرین۔ رسے ہائی کو ۲ گرین۔ ایسی پڑیہ دن میں تین دفعہ دیں ؛

۲۔ قبض:۔ پاخانہ نہیں آتا۔ یا سخت ہوتا ہے اس کا علاج آسان ہے یعنی ایک یا دو چمچ چائے کے کسٹرائل دیدیں ؛

۳۔ معمولی اسہال:۔ اگر بچہ زرد رنگ کا پتلا پاخانہ کرے۔ تو ایک چمچ چونے کے پانی (لائم واٹر) کا کافی ہے ؛

۴۔ ریح:۔ بعض دفعہ بچے کے معدہ اور امعاء میں ہوا جمع ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے چلاتا ہے۔ اس کی خاص علامت یہ ہے کہ بچہ وقفہ کے بعد زور سے چیخ مارتا ہے۔ یعنی جب ریح چلتی ہے۔ اس کو درد ہوتی ہے۔ پھر خاموش ہو جاتا ہے۔ پیٹ کو دبانے سے درد محسوس کرتا ہے۔ اندر سے ریح خارج ہونے کی آواز اور بو آتی ہے۔ نیند نہیں آتی ؛

علاج:۔ پیٹ کو نرم نرم ہاتھوں سے دبا کر ریح کو نکالو۔ گرم تولئے سے ٹکور کرو۔ اور گرائپ واٹر (جو کہ انگریزی دوا فروشوں سے مل سکتا ہے) کا ایک چھوٹا چمچہ پلائیں۔ یہ اصل میں سونف اور سوئے کا عرق ہوتا ہے ؛

۵۔ سبز اسہال:۔ سبز رنگ کے دست بچے کے لئے بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ پاخانہ پتلا سبز رنگ کا آتا ہے۔ اس میں ہوا کے بلبلے نظر آتے ہیں۔ پیٹ میں درد ہوتی ہے۔ صفرا کی خراش کی وجہ سے مقعد کے گرد جلد سرخ ہو جاتی ہے ؛

علاج:۔ دودھ بالکل بند کردو۔ رس لیموں سے پھاڑ کر دودھ کا پانی دو۔ یا انڈے کی سفیدی پانی میں پھینٹ کر دو۔ یا خالی چینی کا شربت پلا کر دو۔ اور یہ نسخہ استعمال

گرین (نوٹ) یہ نسخہ ایک سے دو ماہ کے بچے کے لئے ہے۔ (میں) کیلومل ½ گرین۔ گرے پوڈر ½ گرین سوڈا بائی کارب ۱ گرین۔ ایسی پڑیہ دن میں تین دفعہ دیں ؎

۷- امراض سینہ:- بعض دفعہ ذات الجنب یا ذات الصدر کی تکلیف کی وجہ سے بچہ روتا ہے۔ یعنی نمونیا اور پسلی کی درد وغیرہ ؎

انکی علامات یہ ہیں:- بچہ زور سے چیخ مارتا ہے۔ مگر درمیان میں آکر یہ چیخ یکلخت رک جاتی ہے۔ انکی وجہ یہ ہے۔ کہ پھیپھڑوں میں ہوا بھر جانے کی وجہ سے انکو درد ہوتی ہے۔ اور وہ آواز کو روک لیتا ہے سانس جلدی جلدی آتا ہے۔ بخار ہو جاتا ہے۔ کھانسی ہوتی ہے ؎

علاج:- سینہ کو گرم رکھو اور فوراً کسی لائق ڈاکٹر کو بلاؤ۔

پس والدہ کو چاہیئے۔ کہ نہایت ہوشیاری سے بچہ کی چیخ و پکار کی آواز کا مطالعہ کرتی رہے۔ اور اسی طرح رونے کے اسباب کو معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ تاکہ بچے کی طبعی ضرورت کو پورا کر سکے۔ اور اس کی تکلیف کا ازالہ بھی کر سکے۔ نہ یہ کہ بلا سوچے سمجھے جب بچہ رو دیا۔ جھٹ اٹھا لیا۔ اور دودھ دینا شروع کر دیا۔

مجھے امید ہے۔ کہ بہنیں اس مضمون سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرینگی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے بچوں کی جسمانی اور روحانی تربیت ایسے طریق پر کرنے کی توفیق دے۔ کہ وہ صحیح معنوں میں دین کے خادم بن سکیں آمین والسلام۔

خاکسار:- مریم بیگم۔ اہلیہ ڈاکٹر محمد شاہ نواز۔ اسسٹنٹ سرجن جنجہ۔ یوگنڈا (افریقہ)

حق العباد

میں آج کے مضمون میں آپس کے معاملات پر کچھ عرض کرونگی۔ کیونکہ معاملات ہی انسان کو حیوان سے ممتاز کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اگر انسان کے باہمی معاملات درست ہوں۔ تو دنیا میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔ اور خوشحالی کی زندگی نصیب ہو سکتی ہے۔ بدمعاملگی سے ہی جنگ و جدل فساد اور کینہ رونما ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جس قدر انبیاء مبعوث فرمائے ہیں۔ ان سب کی غرض درستگی معاملات ہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور خشیۃ الٰہی بھی ایک حد تک معاملات کو درست کرنے میں معاون ہے۔ اگر کوئی شخص عابد اور زاہد تو ہو۔ مگر اپنے ہم جنسوں سے اس کے معاملات درست نہ ہوں تو میرے نزدیک اس کی عبادت بے سود ہے۔ کیونکہ عبادت کی غرض یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل ہو۔ اور آخرت میں فلاح نصیب ہو۔ مگر جو شخص عبادت تو کرتا ہے۔ لیکن لوگوں کے حقوق میں دست اندازی کرتا ہے۔ اور معاملات درست نہیں رکھتا۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب اس لئے نہیں ہو سکتا۔ کہ اس نے حقوق اللہ تو ادا کیا۔ مگر حقوق العباد کو نظر انداز کر دیا۔ جب آخرۃ میں اللہ تعالیٰ از روئے عدل و انصاف اس کو لوگوں کے حقوق تلف کرنے کی وجہ سے مجرم قرار دیکر اس کو سزا دیگا۔ تو ظاہر ہے۔ کہ وہ شخص ایسی حالت میں مقرب الٰہی نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایک دوسرا شخص جو حق العباد کی نگہداشت کرتا ہے۔ اور معاملات کو درست رکھتا ہے

اور لوگوں سے حسنِ سلوک کرتا ہے۔ اگر وہ عبادات الٰہی میں کسی قدر کوتاہی کرے۔ تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے حق کے متعلق اس کے ایسے حسن سلوک کی وجہ سے جو اس نے اس کے بندوں سے کیا۔ چشم پوشی کرے اور اس کے گناہ معاف کر دے۔ ہماری عبادت اور تحمید و تقدیس کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ دراصل ایسا کرنے سے غرض یہی ہے کہ ہماری اپنی حالت سنورے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہم دنیا میں معاملات درست رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اور لوگوں سے حقوق ادا کرنے کی قابلیت ہم میں پیدا ہو جاتی ہے ٭

اب اس تمہید کے بعد میں حق العباد کے متعلق چند ایسی باتیں بیان کرتی ہوں۔ جن کا خیال عام طور پر ہمارے ذہنوں میں نہیں آتا۔ اور ہم سادگی سے بوجہ لاعلمی ان کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور ان کو حق تلفی نہیں سمجھتے ٭

مثلاً ایک شخص بازار سے سودا قرض لیتا ہے اور جب اس کے پاس روپیہ آتا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ قرض خواہ کو روپیہ ادا کرے۔ وہ دوسری جگہ سے اگر اس کو کوئی چیز سستی ملے۔ خرید لیتا ہے۔ یہ فائدہ جو اس نے حاصل کیا ہے۔ دراصل یہ اس کا حقدار نہیں۔ کیونکہ اپنے قرض خواہ کے روپے سے منافعہ حاصل کیا ہے۔ اس لئے اس کا حقدار اس کا قرض خواہ ہے۔ نہ یہ اور یہ اس نے اپنے بھائی کی حق تلفی کی ہے ٭

ایک تاجر کسی دوست سے اپنی ضرورت کے وقت بطور قرض حسنہ کچھ روپیہ لیتا ہے۔ لیکن جب وقت مقررہ پر قرض خواہ اپنے مقروض سے مطالبہ کرتا ہے۔ تو تاجر باوجود اس کے کہ اس وقت اسے روپیہ ادا کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ محض اس خیال سے روپیہ واپس دینے میں لیت و لعل کرتا ہے۔ اور اپنے دل میں خیال کرتا ہے۔ کہ میری جنس میں کمی ہے۔ فلاں چیز اگر آج منگالوں۔ تو اتنا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کی خودغرضانہ باتوں کی وجہ سے اپنے محسن کو آج کل کر کے ٹالتا ہے۔ اور اس کو تکلیف دیتا ہے۔ اور اپنی ضروریات کو مقدم رکھتا ہے۔ ایسا تاجر حق تلفی کرتا ہے۔ اس کا حق نہ تھا۔ کہ وہ اپنے قرض خواہ کی خلاف مرضی میعاد مقررہ کے بعد اس کے روپے سے فائدہ اٹھاتا۔ اس قسم کی بدمعاملگیوں نے سود جیسے گناہ کبیرہ کا دروازہ کھولا ہے۔ جس کے مرتکب کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا الٹی میٹم دیا گیا ہے ٭

بعض لوگ ایسی حالت میں مکان تعمیر کرواتے ہیں کہ ان کے پاس کافی سرمایہ نہیں ہوتا۔ لیکن ان کے ذہن میں یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ ہم ادھر ادھر سے بعض چیزیں قرض لیکر کام کو سرانجام دے لیں گے۔ جب وہ دوکاندار سے اشیاء خریدتے ہیں۔ تو دوکاندار کو یہ یقین ہوتا ہے۔ کہ ان کے پاس روپیہ ہو گا جبھی تو یہ مکان بنوا رہے ہیں۔ اور کچھ ان پر اعتبار کر کے اور

کچھ اس سے کہ بل ذرا اور بڑا ہو جائے۔ اور کچھ اس خیال سے کہ میں نے ابھی سے تقاضا شروع کر دیا۔ تو یہ میرا گاہک کہیں ہاتھ سے نہ چلا جائے وہ اس کو سودا قرض دیتا چلا جاتا ہے۔ مگر جب مکان مکمل ہو جاتا ہے۔ اس وقت مزدور تو بصد مشکل ذرا دھمکا کر اپنی اُجرت وصول کر لیتے ہیں۔ اور جب دوکاندار صاحب کی باری آتی ہے۔ تو ان کو ٹکا سا جواب ملتا ہے۔ کہ بھائی صاحب ابھی روپیہ ہاتھ میں نہیں۔ روپے کی سبیل کر رہے ہیں۔ مکان گروی رکھنے کی فکر میں ہیں۔ یہ سنکر دوکاندار کی تمام اُمیدیں خاک میں مل جاتی ہیں اور اپنا سا منہ لیکر واپس ہو جاتا ہے۔ اور دل میں سوچتا ہے۔ کہ الٰہی! کس مصیبت میں پھنس گیا۔ تھوڑے سے منافع کی خاطر اتنی رقم بندھ گئی۔ خدا جانے کب وصول ہو گی یا نہ۔ یہ فعل صاحب مکان کا حق تلفی ہے ؎

کئی دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک شخص کوئی چیز خرید رہا ہوتا ہے۔ اور ایک اور شخص آ کر دیکھتا ہے۔ اور اپنے دل میں حرص کے ساتھ خیال کرتا ہے کہ اس کا سودا اٹک جائے۔ تو یہ چیز میں خرید لوں۔ تو پہلا شخص جو کہ دوسرے لالچی کے دل کا علم نہیں ہوتا۔ اس سے قیمت اور جنس کے متعلق مشورہ لیتا ہے۔ تب وہ شخص جس کے دل میں لالچ ہے۔ اس کو اس مال کی قباحت اور گرانی بتاتا ہے۔ اسپر پہلا شخص تو اس کی بات سے متاثر ہو کر اور اس کو اپنا خیر خواہ سمجھکر سودا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ مگر بعد میں وہ دوسرا شخص اسی مال کو اسی قیمت پر خرید کر لیجاتا ہے اور دل میں خوش ہوتا ہے۔ اور یہ محسوس نہیں کرتا کہ میں نے اپنے بھائی کی حق تلفی کی ہے ؎

بہت سے لوگ غیبت کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سچی بات بیان کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان کی اس سچائی سے اکثر اوقات دوسرے لوگوں کا اعتبار کم ہوتا ہے۔ بے عزتی ہوتی ہے۔ اور مفاد ضائع ہوتے ہیں۔ اور یہ مرض عام ہے جس کا نتیجہ بدامنی ہوتا ہے۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ مزدوروں اور ملازموں کو ان کی تنخواہیں وقت پر ادا نہیں کی جاتیں جس کی وجہ سے باوجود اس کے کہ ان کی کمائی کا روپیہ دوسرے کے پاس موجود ہوتا ہے۔ مگر وہ بجائے نقد کے قرض لیکر نقصان اُٹھاتے ہیں۔ لیکن ان کے اس نقصان اور تکلیف کا روپیہ دینے والوں کو مطلقاً احساس نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ ایک بڑی حق تلفی ہے ؎

اسی قسم کی بہت سی باتیں روزمرہ کا دستور العمل ہو رہی ہیں۔ جن کا فرداً فرداً بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ حق تلفی خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ آخر حق تلفی ہی کہلائیگی۔ کسی نے سینہ زوری سے ڈاکہ ڈالکر اپنے بھائی کا مال چھین لیا۔ اور کسی نے جان ہتھیلی پر رکھ کر سیندھ لگائی اور اپنی ہمت سے مال لوٹا اور کسی نے دھوکہ اور فریب سے دوسروں کا مال

حاصل کیا۔ لیکن یہ ہے تو ایک ہی بات۔ اول الذکر برائیاں چونکہ تھوڑے لوگ کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں سب برا سمجھتے ہیں۔ اور وہ حق تلفی جو لین دین میں کی جاتی ہے چونکہ وہ مخفی ظلم ہے۔ اور اس کے مرتکب بہت سے لوگ ہیں۔ اس لئے ان کی برائی مدنظر نہیں رکھی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہر قسم کی حق تلفی برابر ہے کیونکہ وہ جب میزان عدل قائم کریگا۔ اس وقت بندوں کو اپنے بندوں کے تلف شدہ حقوق کے بدلہ میں سزا دے گا۔ حق اللہ جسے چاہے گا معاف کر دے گا۔ مگر حق العباد معاف نہیں کریگا کیونکہ یہ اس کے عدل کے خلاف ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ایسے وقت میں کہ جس دن تمام انبیاء نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے اور گناہوں کے عوض میں کوئی بدلہ قبول نہیں کیا جائیگا اُس وقت سے ڈر کر معاملات درست کرنے چاہئیں اور حق العباد کا خیال رکھنا چاہیئے ٭

قادیان

راقمہ۔ امۃ العزیز بنت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی

معمے حل کرنے والیوں کے نام

۱۵ جنوری صفحہ ۱۴ کے معمہ کراس ورڈ کا حل زبیدہ عالم جناب سید معراج الدین صاحب کی بہو نے بھیجا ہے جو صحیح ہے بوجہ بُعد مسافت یہ خط دیر سے ملا ہے۔

معمہ مصباح یکم فروری کا حل جن خواتین نے بھیجا ہے۔ ان کے نام شائع ہو چکے ہیں۔ جو خطوط بعد میں ملے۔ ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔ (۱) عزیز بیگم بنت فیروز الدین صاحب گلٹ ساز لاہور (۲) خورشید بیگم اہلیہ ملک عزیز احمد صاحب ایبٹ آباد (۳) زکیہ خاتون اہلیہ محمد یوسف صاحب مونگھیر (۴) محمود بیگم بنت سید غلام حسین صاحب فیروز پور (۵) وزیر بیگم دختر منشی سلطان محمود صاحب سرینگر (۶) امۃ الحفیظ بنت مولانا بقاپوری (۷) سیدہ امۃ الرحمن بنت سید عزیز الرحمن قادیان

رسالہ نورجہاں امرتسر کا سالانہ نمبر

ہندوستان کا مشہور و معروف زنانہ رسالہ نورجہاں امرتسر سے ماہوار نکلتا ہے جس کی ترتیب و تنظیم بالکل نسوانی ہاتھوں میں ہے۔ اس کا سالانہ نمبر ۱۷۵ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب ہے۔ کاغذ قیمتی ہے۔ اگر شفاف نہ ہوتا جس سے دوسری طرف کے حروف نظر آتے ہیں تو اور بھی بہتر تھا۔ مضامین نثر ایک سے ایک بڑھ کر۔ نظمیں دل پسند۔ مفید ملک و ملت تصاویر کا اچھا خاصہ ذخیرہ۔ غرض ہر طرح سے قابل قدر۔ پیغام عمل کی تصویر اور اس پر نظم سونے پر سہاگہ ہے انجام ہستی والی تصویر میں تو جان ڈال دی ہے۔ اور جو حسرتناک سین دکھایا ہے۔ اس میں تو کمال کر دیا ہے بس ایک روپیہ قیمت تو اسی پر وصول ہو جاتی ہے۔ ایک ننھی بچی کے جذبات ایسے سادہ اور دلکش ہیں کہ جی چاہتا ہے کہ مصباح میں نقل کر دوں۔ زنانہ دستکاری کے متعلق بھی کافی میٹریل دیا ہے۔ اور افسانے جتنے لکھے ہیں۔ حیرت انگیز۔ مگر نتیجہ خیز۔ ہم مصباح پڑھنے والی ناظرات سے سفارش کریں گے۔ کہ وہ سالانہ نمبر نورجہاں ایک روپیہ میں وی پی منگا کر ضرور پڑھیں

مال اور اولاد

دُنیا میں جو شخص صاحب مال اور صاحب اولاد ہو۔ وہ بڑا ہی خوش قسمت سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے پاک کلام قرآن مجید میں مال اور اولاد کو دُنیا کی حیاتی کی زینت قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ المال والبنون زینۃ الحیوٰۃ الدنیا۔ سورۃ الکہف ۱۸ آیت ۴۶ لیکن اگر مال مناسب جگہ پر خرچ نہ ہو۔ اور اولاد نیک چلن نہ ہو۔ تو یہ زندگی کی زینت سیدھا جہنم کو لیجاتی ہے۔ کیونکہ مال اور اولاد کے ذریعہ سے انسان کے گمراہ ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ اس لئے دوسری جگہ ان کو فتنہ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہے:۔ واعلموا انّما اموالکم و اولادکم فتنۃ۔ اور جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد ایک آزمائش ہیں۔ پس ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مال اور اولاد عطا کر کے ہم پر کیا کیا ذمہ واریاں عائد کر دی ہیں۔ ہمیں اپنی ذمہ واریوں کو سمجھنا چاہیئے۔ اور نہایت پابندی کے ساتھ ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔ پیاری بہنو! دُنیا کے فضول قصے اور ایک دوسرے کی غیبتیں اور آپس میں لڑائیاں جھگڑے ترک کر دو۔ قرآن شریف کو خوب دل لگا کر پڑھو۔ اگر ہو سکے تو باترجمہ پڑھو۔ نمازوں کی پابند ہو جاؤ۔ سلسلہ کی کتابیں اور اخبار پڑھ کر اپنے علم کو بڑھاؤ۔ کیونکہ اب تاریکیوں اور اندھیروں کا زمانہ گذر چکا ہے۔ اور اب روشنی کا زمانہ ہے۔ روشنی سے مُراد وہ روشنی ہے۔ جو کہ خادمان مسیح موعود کو نصیب ہوئی ہے۔ ورنہ دنیاوی روشنی میں تو ہر ایک قوم کے لوگ منہمک ہیں۔ مگر اس دینی روشنی میں تو خدا تعالیٰ نے ہم کو اپنے خاص فضل سے اپنے خاص بندوں میں چُن لیا ہے۔ اس واسطے ہماری ذمہ واریاں ایک خاص ذمہ واریاں ہیں۔

بس ہمیں ان ذمہ واریوں کو پورا کرنے کے لئے اپنے اندر ایک نئی رُوح پیدا کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہمارے تمام کام خدا کی رضا کے مطابق ہوں۔ مردوں کے علاوہ ماہواری چندوں کی باقاعدگی اختیار کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہمارے مال خدا تعالےٰ کے دین کی اشاعت پر خرچ ہوں۔ اپنی اولاد کو بچپن ہی سے اللہ تعالےٰ کے احکام سے واقف کرنا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالےٰ کے نبیوں کی محبت ان میں پیدا کرنی چاہیئے۔ اور اپنے دین کے لئے ہر ممکن قربانی کے لئے ان میں ایثار کی رُوح پیدا کرنی چاہیئے ؛

آخر میں اب میں دُعا کرتی ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ان احکام کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم کو مال اور اولاد کے امتحان میں کامیاب فرمادے۔

آمین۔ یا رب العالمین۔

خاکسار:۔ امۃ اللہ بیگم۔ اہلیہ میاں غلام حسین صاحب سب اوورسیئر۔ ملٹری ورکس۔ مردان ضلع پشاور ؛

مصباح کی خریداری بڑھاؤ ؛

تربیت اطفال

ننھوں کی پرداخت

(بہ سلسلہ مصباح یکم دسمبر ۱۹۲۸ء)

اکثر عورتیں محض زیبائش کے لئے خلاف صحت لباس پہنتی ہیں۔ مثلاً سردی میں ململ کے کُرتے دوپٹے بالفرض انکو پندرہ بیس روپے کی شال میسر نہ آئی تو نہ سہی وہ اسکی بجائے موٹی چادر پہن کر بھی اپنے آپکو سردی سے محفوظ رکھ سکتی تھیں جو عورتیں اپنے لباس کی پرواہ نہیں کرتیں انہوں نے بچوں کا بھی یہی حال بنا رکھا ہوتا ہے جاڑے میں بھی ٹھنڈے کپڑوں بگوٹے لگا کر پہناتی ہیں یہ نہیں جانتیں کہ سردی بچوں کی اشد دشمن ہے اسی سے بچے سینہ اور پھیپھڑے کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بچوں کو سردی سے محفوظ رکھنے کے لئے روئی دار واسکٹ نہایت عمدہ کم خرچ اور بالانشین کپڑا ہے۔ بچوں کے کپڑے خواہ کسی وضع قطع کے ہوں مگر کشادہ ہونے چاہئیں۔ ہندوستانی وضع کے تنگ پائینچے کے پائیجاموں کو اُتارنے پہنانے میں بھی دقت ہوتی ہے اور انکے اندر ہوا کا بھی اچھی طرح گذر نہیں ہوتا اور خون کی حرکت سُست پڑ جاتی ہے جو کہ صحت کے لئے مضر ہے۔ بچہ کے جسم کا کوئی بھی حصہ ننگا نہیں رکھنا چاہیئے۔ مگر بغل کے نیچے کا لباس اتنا ڈھیلا ہونا چاہیئے کہ جسم سے رگڑ نہ کھائے۔ ننھے بچے کو پائیجامہ کی بجائے لنگوٹ باندھنے چاہئیں وہ آسانی سے اُتر سکتے ہیں اور پاؤں کی حرکت بھی بخوبی کر سکتا ہے سردی کے موسم میں بچے کے پیٹ پر فلالین کی پٹی ضرور باندھنی چاہیئے اور کپڑے آگ پر سینک کر پہنانے چاہئیں۔ نئے کپڑے گرم پانی میں دھو کر ننھے بچے کو پہنانے چاہئیں کیونکہ بزاز کی دوکان پر ہر طرح کے آدمی آتے اور کپڑوں کو ہاتھ لگاتے ہیں ممکن ہے کہ اس طرح ان میں کسی چھوت کی بیماری کا اثر ہو جس سے بچے کو ضرر پہنچے۔

بچوں کو ہر بیماری سے بچانیوالی صفائی ہے اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے چھ مہینے سے کم عمر کے بچے کو پانچ منٹ کا غسل کافی ہے ایک مہینہ سے زیادہ عمر کے بچے کو دس منٹ تک نہلانا چاہیئے اگر بچہ شب کو بے چین اور بدخواب رہے تو اسکو سونے سے پیشتر کاہو کے پتوں کی چار مٹھی لیکر چائے کی طرح علیحدہ برتن میں جوش دے لیں۔ پھر اس جوشاندہ کو غسل کے پانی میں ملالیں اس سے بچہ کو نہلائیں پھر انشاءاللہ آرام سے سویا رہیگا غسل کے بعد بچے کو تین چار گھنٹے باہر نہیں نکالنا چاہیئے غسل کے وقت بچہ کا سر ضرور دھونا چاہیئے مگر ہوا کا پورا پورا انتظام کر لینا چاہیئے ورنہ زکام ہو جاتا ہے۔ غسل دینے سے مسام کھل جاتے ہیں اور جسم سے زہر اچھی طرح خارج ہو جاتا ہے۔ شہر روم میں پوپ کیو کی مسند نشینی پر ایک چھوٹے لڑکے کے ننگے جسم پر سنہری ورق چسپان کیئے گئے اور باجوں کے ساتھ پھرایا گیا۔ شب کو ماں کے پاس آیا تو ماں نے اسکی خوبصورتی (ورق) نہ اُتاری اور ایسے ویسے ہی سلا دیا جب صبح اُٹھی تو بچے کو مرے ہوئے پایا۔ ورقوں نے اسکے جسم کے مسام بند کر لئے اور زہریلا پسینہ اسکے جسم سے خارج نہ ہو سکا وہی اسکی ہلاکت

کا سبب بن گیا۔

حتی الوسع ماں کو اپنے ہاتھوں سے اپنے لخت جگر کو خوب مل مل کر نہلانا چاہیئے۔ قدیم زمانہ کا فلسفی سقراط اپنے بچے کو غسل دینے کے وقت خود حاضر رہتا تھا کہ اس میں کوتاہی نہ رہ جائے۔ یہ بچہ کو اچھی طرح صاف کرکے نہلانا نہایت ہی ضروری ہے۔ صفائی کے بعد بچہ کے لئے تازہ ہوا کی سخت ضرورت ہے۔ بچے کا کمرہ بخوبی ہوادار ہونا چاہیئے۔ بچے کی چارپائی ایسی جگہ بچھائی جائے کہ بچے کا منہ کھڑکی یا دروازہ کی طرف نہ ہو کیونکہ اس طرف تیز روشنی ہوتی ہے اور بچے کی آنکھیں دو ہفتہ تک کمزور رہتی ہیں۔ روشنی کی برداشت نہیں کر سکتیں۔ اگر موسم اچھا ہو تو بچے کو صبح یا پچھلے پہر ہوا خوری کے لئے باہر لے جانا چاہیئے۔ بشرطیکہ اس نے کافی لباس پہنا ہوا ہو اور سردی میں ضرور لمبی اونی جرابیں پہنانی چاہئیں اور تیز دھوپ میں سر بھی ڈھکنا چاہیئے۔ بچوں کی صحت کے واسطے صفائی اور تازہ ہوا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں جب بچہ کو سیر کے لئے لیجائیں تو بہتر ہے کہ اسکے منہ پر ایک ململ کا ٹکڑا اڑھا کر لیجائیں تاکہ وہ سورج کی کرنوں اور مضر ہوا سے محفوظ رہے۔ غروب آفتاب اور بارش کے وقت بچہ کو گھر سے نہیں نکالنا چاہیئے اس پر رطوبت کے اثر کر جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اگر بچہ کو گاڑی میں سیر کرائیں تو اسے ہچکولے نہیں دینے چاہئیں ہمیشہ جس طرف گاڑی جاتی ہو اس سے دوسری طرف بچہ کا منہ کرنا چاہیے۔ جب بچہ ڈیڑھ سال کا ہو تو اس کا دودھ چھوڑا دینا چاہیئے۔ گرمی کے موسم میں بچہ کا دودھ چھڑانے سے سخت بیماری لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ باقی آئندہ انشاء اللہ

عاجزہ فاطمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب

اطاعتِ والدین

اس دفعہ میرا مضمون اطاعت والدین پر ہے۔ یاد رہے کہ عبادت دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ کو حقوق اللہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور دوسرے کو حقوق العباد کے نام سے۔ کوئی عبادت اسوقت تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی جب تک کہ ان دونو حصوں کا کماحقہ خیال نہ رکھا جائے انسان کتنی ہی نمازیں پڑھتا ہو کتنا ہی خدا کی تسبیح و تحمید کرتا ہو لیکن وہ اپنی زبان کو فحش کلامی سے نہیں روکتا اور لوگوں کو ضرر پہنچانے سے نہیں چوکتا تو اس کا نماز پڑھنا اسکو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور اس کا تسبیح کرنا خدا کو ہرگز خوش نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ سر۔ جو نہایت عاجزی کے ساتھ خدا کے آستانے پر رکھا گیا ہو وہ نخوت اور تکبر سے بلند ہو۔ ہر وہ دل جو حقیقتاً خدا کی محبت سے پُر ہے ضرور ہے کہ وہ شفقت علیٰ خلق اللہ سے بھی معمور ہو۔ ہمیشہ یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کسی کو کسی سے تعلق ہوتا ہے تو اسکی ہر ایک معمولی سے معمولی چیز سے بھی اُنس اور محبت ہوتی ہے۔

پس کیونکر ممکن ہے کہ لوگوں سے تو تعلقات کشیدہ ہوں اور خدا سے مضبوط ہوں اور لوگوں میں سے سب سے زیادہ قریبی انسان کے والدین ہوتے ہیں اور خدا کے بعد انکے احسانات سب سے زیادہ ہوتے ہیں اگر وہ راضی نہیں تو خدا بھی راضی نہیں اور خاصکر جبکہ صاف صاف الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازمی قرار دیدیا ہو اور ان کی خوشنودی کے ساتھ اپنی رضا کو وابستہ کر دیا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ووصّینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ..... الخ اور ہم نے انسان کو حکم دیدیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کریں اور ہر ایک بات میں انکی تابعداری کریں سوائے اس کے کہ وہ اس کو شرک کا حکم دیں اگر وہ بوڑھے بھی ہو جائیں تب بھی ان سے ترش روئی سے کلام نہ کریں ہمیشہ ان کی تعظیم کریں اگر وہ کوئی ایسا بھی حکم دیں کہ جو صریحاً ضرر رسان ہو لیکن تب بھی ان کی اطاعت واجبی ہے۔ ہاں ان کو احسن طریقہ پر بتلا سکتے ہیں کہ یہ بات اس طرح ہونی چاہیئے جیسا کہ فرمایا۔ وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا۔ الآیۃ۔ پس صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کو ان کے حکم پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ اور اس کے علاوہ ہر ایک بات میں انکا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

اور جس کو خدا نے بزرگی دی ہو بندہ کا بھی فرض ہے کہ اس کا۔ اسکے حق کے مطابق ادب کرے۔

علاوہ ازیں احادیث سے بھی ثابت ہے کہ والدین کی اطاعت نہایت ہی ضروری ہے بلکہ کامیابی کا راز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میری ماں مجھے کہتی ہیں کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔ اسکے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریمؐ سے سنا ہے کہ ماں اور باپ بہشت کے درمیان کا دروازہ ہیں اگر تو چاہے تو اسے ضائع کر دے یا اسے اپنے لئے محفوظ کرلے۔ گویا والدین کی رضاء اور جنت لازم وملزوم ہیں پس وہ شخص جو اپنے والدین کے حکموں کی پروا نہیں کرتا وہ گویا خدا کے حکموں سے لاپرواہی کرتا ہے اور جو خدا سے لاپروا ہو وہ دنیا و آخرت دونو جگہ کی نعمتوں سے محروم ہو گیا اور اسکے لئے خدا کی رحمتوں کا باب مسدود ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اپنے والدین کے رتبہ کو نہیں سمجھتے اور ذرا ذرا سی باتوں میں صرف اس لئے غفلت سے کام لیتے ہیں کہ کیا ہے اب نہ سہی تھوڑی دیر کے بعد یہ کام کر لینگے۔ گفتگو میں انکا ادب ملحوظ نہیں ہوتا۔ جب عمر رسیدہ ہو جاتے ہیں تو بار معلوم ہونے لگتے ہیں اور انکے ذرا سے کام میں بھی الجھن محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو یہ معلوم نہیں کہ اگر ان کی اطاعت سے دریغ کیا جائیگا تو ساری عمر کی عبادتیں رائگاں جائینگی حقیقت میں وہی تو وقت ہوتا ہے کہ انکی اطاعت کیجائے اور انکے آرام کا خیال رکھا جائے اسوقت کی

دعائیں اولاد کے لئے بڑی برکتوں کا موجب ہوتی ہیں ساری عمر کے گناہ اور کمزوریاں بہت ممکن ہے کہ ان کی ایک منٹ کی خدمت سے دُھل جائیں۔

اب میں اپنے مضمون کو اس دُعا پر ختم کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضلوں کا وارث کرے اور اپنے جملہ احکام پر کاربند ہونیکی توفیق عطا کرے آمین ٭ عاجزہ زبیدہ بنت ذوالفقار علی خانصاحب ناظر اعلیٰ از قادیان

اسراف زندگی

میری پیاری مصباحی بہنوں۔ آج میں آپ سب کی خدمت میں اسراف زندگی پر مضمون ارسال کرتی ہوں۔ ہے تو یہ بہت لمبا۔ مگر میں اسکو مختصر کر کے لکھوں گی۔

پہلی نعمت:۔ سب سے پہلے ہم کو اللہ تعالیٰ نے زندگی عطا فرمائی ہے۔ جس کے ذریعہ سے دنیا میں ہم چل پھر سکتے ہیں۔ اور ایک ایک سانس کے ساتھ ہم کو اللہ تعالیٰ دو خوشیاں دکھاتا ہے۔ پہلی خوشی جب سانس اندر جاتا ہے۔ تو زندگی کی اُمید ہوتی ہے۔ اور جب باہر آتا ہے۔ تو انسان ذرہ ذرہ راحت پاتا ہے۔ اگر یہ سانس اللہ تعالیٰ کے حکم سے بند ہوجائے۔ تو چاہے ہم ہزاروں روپیہ خرچ کر دیں تب بھی ہاتھ نہیں آتا۔ پس ہم کو چاہیئے کہ ہم اسکی قدر کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر ایک سانس بھی خالی نہ جانے دیں اگر اسکی یاد کے بغیر ہم سانس کو خرچ کر دیتی ہیں۔ تو یہ بے جا اسراف ہے۔

دوسری نعمت:۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی ہے۔ جس کے برابر دنیا میں اور کوئی چیز نہیں۔ مگر ہم اس کی بھی قدر نہیں کرتیں جب صحت ہوتی ہے۔ تو اپنی سہیلیوں کے پاس بیٹھ کر دن گذار دیتی ہیں۔ اور جب کوئی بیماری آن گھیرتی ہے۔ تو اسوقت اللہ تعالیٰ کے آگے سر رکھدیتی ہیں۔ مگر اسوقت کی عاجزی کچھ کام نہیں آتی۔ بس نکمی بیٹھ کر جو وقت ہم گذار دیتی ہیں اس کو اسراف صحت کہتے ہیں۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ ہمارا صحت کا کوئی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی نہ ہو۔

تیسری نعمت:۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں عطا فرمائی ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ ہم ان کی بہت ہی قدر کریں۔ اور ان سے کبھی کسی ایسی چیز کی طرف نہ دیکھیں جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق خرچ ہو۔ یعنی قرآن کریم اور دینی کتب کے پڑھنے میں۔ کسی مومن بہن کی طرف حقارت کی نگاہ سے دیکھنا وغیرہ اسراف نظر کہلاتا ہے۔ بس ہم کو چاہیئے کہ ہم ایسی باتوں سے بچیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو۔

چوتھی نعمت:۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے کان دیئے ہیں۔ جن سے ہم کو چاہیئے کہ ہم نیک باتیں سُنیں اور جس جگہ بُرائی کی باتیں ہوتی ہوں وہاں

سے مُنہ پھیر کر چلی جائیں - اور کسی کا گلہ شکایت نہ سُنیں - دوسرے کی بُرائی سُننی اسی کو اسراف کان کہتے ہیں - بس ہم کو چاہیئے کہ ہم ان تمام باتوں کے سُننے سے پرہیز کریں جن کے سُننے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو -

پانچویں نعمت :- ہم کو اللہ تعالیٰ نے زبان عطا فرمائی ہے - یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمانیت سے ہم کو عطا کی گئی ہے ورنہ ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا تھا جس سے خوش ہوکر ہم کو دی گئی ہے - بس ہم کو چاہیئے کہ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں تاکہ اسکے حضور نیک ٹھیریں اور کبھی کوئی ایسی بات نہ بولیں جسکے بولنے سے ہمارا پیارا آقا یعنی خداوند کریم ہم سے ناراض ہوجائے - اور بات کرنے سے پہلے ہم کو چاہیئے کہ ہم تین شخصوں سے مشورہ لے لیں - پہلے دل سے پوچھیں کہ جو بات ہم کرنے لگی ہیں - یہ ٹھیک ہے - پھر کانوں سے بھی سوال کریں کہ یہ بات سُننے والا بُرا تو نہیں مانے گا - اور پھر زبان سے کہیں کہ تم پہلے اسکو چکھ کر دیکھو کہ اس کا مزا کیسا ہے - اگر وہ کہے کہ کڑوہ ہے - تو بس اس بات کے کہنے سے پرہیز کرنی چاہیئے اگر وہ کہے کہ شیریں ہے - تو پھر اسکو دوسروں کے سامنے بولا جائے - کیونکہ جو بات ہم اپنے لئے سُننا پسند نہیں کرتیں اسکو دوسروں کے لئے بھی استعمال نہیں کرنا چاہیئے -

چھٹی نعمت :- ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہوش و عقل عطا فرمائی ہے - اگر ہم کو اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے عقل و شعور نہ دیتا تو ہم میں اور وحشیوں میں بالکل برابر فرق نہ ہوتا - بس ہم کو چاہیئے کہ ہم اسکو اللہ تعالیٰ کے حقائق و معارف سمجھنے میں خرچ کریں - تاکہ ہمارا پیارا آقا ہم سے راضی ہوجائے -

ساتویں نعمت :- ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ اور پاؤں عطا فرمائے ہیں اور ان میں طاقت اور قوت ڈال دی ہے - بس ہم کو چاہیئے کہ ہم ہاتھوں سے نیک کام کریں - یعنی قرآن کریم پکڑ کر پڑھیں اور دوسروں کو ستائیں - اور پاؤں سے نیکیوں کی طرف چلنا چاہیئے تاکہ مولا کریم راضی ہوجائے - کسی کو ہاتھوں سے ایذا دینی یہ اسرافِ ہاتھ کہلاتا ہے - اور پاؤں سے کسی بُری چیز کی طرف چل کر جانا اسرافِ پاؤں کہلاتا ہے - ان تمام بُرائیوں سے بچنا چاہیئے -

آٹھویں نعمت :- ہم کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا فرمائی ہے - ہر ایک کو بقدر مناسب دی ہے - ہم کو چاہیئے - کہ جہاں تک ہوسکے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسکو خرچ کرنے کی کوشش کریں -

یہ مضمون تو بہت لمبا ہے - مگر میں دعا پر ختم کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ ہم سب کو ان باتوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

دیگر میرے لئے آپ سب بہنیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے - اور مجھے جسمانی بیماریوں سے صحت بخشے آمین -

والسلام

آپکی بہن امۃ العزیز اہلیہ بابو عبدالرؤف صاحب

از راولپنڈی شہر -

اپنی بہنوں سے خطاب!

اللہ تبارک تعالیٰ کی سنّتِ قدیمہ کے مطابق جو قوم اپنی غفلتوں کی سزا میں ذلّت و مظلومیّت کا عبرتناک نمونہ بنی تو رحمانیت خالق نے جوش میں آکر اپنی قدرت و نصرت کا ہاتھ دکھانے کو مُردہ قوم میں اپنی رُوح پھونک دی۔ آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حاسد و بدخواہ دشمنوں کے وار جو نحیف و نزار اسلام کو نابود کر دینے کے لئے چلے تو غیرتِ حق نے جوش میں آکر آثارِ صحت پیدا کر دیئے ہیں۔ مرہم عیسیٰ نے اسکے زخم خوردہ جسم پر جو ناسور بن گئے تھے اعجازی اثر سے بجائے داغوں کے ایک چمک پیدا کر دی ہے۔ اب قریب ہے وہ وقت کہ یہ اپنی پوری قوت و طاقت کے ساتھ دنیا میں ظاہر ہو۔ دشمن نے ناموسِ رسول ؐ پر اس خیال سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کی رہی سہی غیرت کو پامال کر کے ان سے بے خوف ہو جائیں۔ مگر زہر کو غیرتِ حق نے ہمارے لئے تریاق بنا دیا۔ مسیح زماں کے سچے جانشین نے وہ نسخہ تجویز کیا کہ اپنے ہی نہیں غیر بھی اس سے جامِ صحت لے رہے ہیں۔ اور اس قوم کے مرد تو مرد مگر ناتواں عورتیں بھی جامِ صحت بانٹنے کو اپنے نام دے رہی ہیں اور یقیناً یقیناً یہ ہی دستِ غیب کا ظاہری سامان ہوگی۔ آنکھیں دیکھ رہی ہیں اور کان سُن رہے ہیں۔ کہ مسیح موعود ؑ سے جامِ صحت پینے والی عورتوں کی محرومی کی وجہ سے اپنے جگر گوشوں کو مہلک مرضوں میں گرفتار دیکھ کر داغِ حسرت لئے جا رہے ہیں۔ اس مسلّمہ امر کے ساتھ کہ مریض عورت تندرست و ہوشیار

فرد قوم پیدا نہیں کر سکتی ہیں۔ یقین کرنا چاہیئے۔ کہ جاہل رہنا فرض شناس عورتیں انجام بین و غیور افراد پیدا نہیں کر سکتیں۔ جن سے کہ قومی ترقی کا راز وابستہ ہے۔ خوش نصیب وہ عورتیں کہ اپنے فرض منصبی کو سمجھتے ہوئے اپنی صنف کی روحانی صحت کے لئے تیمارداری کا بیڑا اُٹھائیں اور اپنی ہر ملاقات ہر مجلس میں فرضِ منصبی کو پیشِ نظر رکھیں۔ ان کی ملاقاتیں ان کے بہناپے تبلیغ حق کا بہترین نمونہ ہوں۔ اور گاہے گاہے بذریعہ لیکچر صلاءِ عام ہو۔ میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہتی ہوں۔ کہ عورتوں میں جو اپنی صنف کی تحریک کا اثر ہوتا ہے۔ مردوں سے وہ اسکا عشر عشیر بھی حاصل نہیں کرتیں۔

سالِ گذشتہ جب ہندوؤں سے چھوت چھات کا سوال پورے زور سے درپیش تھا۔ احمدی و غیر احمدی اس آواز پر لبیک کہہ رہے تھے۔ اخباری دنیا میں ہل چل مچی ہوئی تھی۔ ہماری عورتیں اپنے حال میں مست تھیں۔ اور مردوں کی جائز تاکید بھی انکی بے جا حکومت کا نشانہ ہوگئی۔ خادمہ نے اس افسوسناک حالت کو دیکھتے ہوئے ماہواری جلسہ میں اسی پر تقریر کی۔ جس کا اثر اپنے محلّہ میں تو میں نے خود دیکھ لیا۔ کہ بھٹیاری سے بچوں کے دانے بھنوانے تک بند ہو گئے۔ ایک بوڑھی عورت شکایت لائی۔ کہ آپ نے کیا وعظ کیا۔ کہ ہماری طرف بچے سامنے بھٹی دیکھ کر بلبلاتے ہیں۔ اور ظالم مائیں انہیں اس سے دانے بھنوانے کے لئے نہیں دیتیں۔ حالانکہ تقریر کرتے وقت

یہ بات میرے دماغ میں بھی نہ تھی - ایسے ہی ایک عورت نے بیان کیا - کہ پاس کے محلہ سے میرا گذر ہوا تو مسلمان عورت نلکے کے آگے گھڑے رکھے پانی بھر رہی تھی - اور ہندو عورتیں اس انتظار میں تھیں کہ یہ گھڑے اٹھائے تو ہم پانی بھریں جب میری مدد سے مسلمان عورت نے گھڑے اٹھائے تو ہندو عورتیں جو ہر روز انکے گھڑوں کو اٹھوایا کرتی تھیں مسکراتی ہوئیں آگے بڑھ کر پانی بھرنے لگیں۔

پھر مارچ گذشتہ میں جب اسلام کی حالت اور اپنے فرائض پر خادمہ نے تقریر کی - تو عورتوں کی دلسوزی انکے چہروں اور آنکھوں سے عیاں تھی - جس کے بعد مسلم آوٹ لک کے لئے چندے کی تحریک پر انہوں نے اپنے جوش دلی کا ثبوت اسطرح دیا کہ زیور اتار اتار کر رکھ دیئے - سکول کی لڑکیاں اور چھوٹے بچے ماؤں کے دامن گیر تھے - کہ ہم نے چندہ دینا ہے - حاصل کلام یہ کہ بہنیں اپنی کم علمی کو نظر انداز کرکے اخلاص نیت کے ساتھ اعانت خدا کے بھروسہ پر اپنے نام دیں - اور حرمت صحابیہ کو حقیقی معنوں میں قائم کرنے کا بیڑا اٹھائیں میں اپنی کم علمی و نالائقی کو دیکھتے ہوئے یقین دلاتی ہوں کہ اس کا نام لیکر کھڑے ہونیوالوں کی علیم و بصیر خدا آپ مدد کرتا ہے - وما توفیقی الا باللہ - کیا عجب کہ ۲۴ - مارچ کے جلسے کے لئے نام دینے والی بہنیں ہمیشہ کے لئے ایسے متبرک اجلاسوں کی اللہ سے توفیق پائیں - تا تبلیغ اسلام میں حصہ دار ہو کر خدائے ذوالجلال سے شرمسار نہ ہوں - آمین ؛

سیدہ فضیلت - سیالکوٹ شہر -

عرب کا رسم و رواج

ملک عرب کے باشندوں کا خاصہ ہے کہ عام طور پر بہت خلیق متحمل اور مہمان نواز ہوتے ہیں - کئی ایک بار ہمارے مشاہدہ میں آئے ہیں جنکے رجال و نساء بہت ہی خلیق اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور جو لوگ زیادہ مالدار اور دولتمند ہیں ان میں بہت زیادہ خلق اور مروت ہے یہ عربی عورتیں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہی نہیں بلکہ حیثیت سے بڑھکر بہت عمدہ لباس پہنتی ہیں اس مشاہدہ سے قبل ہم کتابوں میں عرب کی عورتوں کے متعلق پڑھا کرتے تھے عربی عورتیں بہت محنتی اور جفاکش ہوتی ہیں اور خاصکر اپنے شوہر کی تابعدار ہوتی ہیں مگر مندرجہ بالا لفظوں کے خلاف ہمارے مشاہدہ میں آیا ہے یہ کہ یہاں عربی عورتیں بہت ہی سست اور آرام طلب ہیں اگر کبھی کوئی غربی یا شمالی خدام رکھے ہوئے دیکھے ہیں یا کوئی خادمہ رکھی گئی ہے تو اس کا کام یہ ہے صبح سویرے اٹھ کر ہاتھ منہ دھویا بازار سے سودا سلف وغیرہ لایا اور ناشتہ کیا اور پھر سو گیا پھر گھر کی مالکہ نے کھانا وغیرہ تیار کیا تو ۱۲ بجے عرب صاحب بھی تشریف لے آئے ادھر نوکرانی سوئی ہوئی تھی مالکہ نے آواز دی وہ اونگھتی ہوئی خستگی سے اٹھی اور عرب صاحب کے آگے کھانا رکھا اور ابھی بیگم صاحبہ ہاتھ دھو رہی ہیں اور خادمہ نے کھانا

ڈالکر شروع کر دیا اور مالکہ خادمہ دونوں نے مل کر کھایا یہاں پر عموماً دیکھا گیا ہے کہ یہاں نوکروں کے ساتھ ہندوستانیوں کی سی سختی نہیں برتی جاتی اور حقیر نہیں سمجھا جاتا خادمہ اور مالکہ کھانا ایک ہی خوان پر کھاتی ہیں اور خادمہ بھی اپنے آپکو خادمہ نہیں سمجھتی بلکہ گھر کی مالکہ پر خادمہ کا رعب ہوتا ہے کیا مجال کہ خادمہ کے کھانے کو ذرا دیر بھی ہو جائے گھر میں مرد نہ آیا ہو تو بھی نوکر تو کھانا اپنے وقت پر ہی لے گی اور تنخواہ بھی ڈبل لے لیتی ہیں صاحب خانہ کی مالکہ اپنی تو ہمعمر عورتوں کو دعوت بھی دیتی ہے اسکی سہیلیاں اسکے ساتھ رہتی ہیں کھانا کھانے کے بعد ظہر سے غرفۃ النوم یعنی سونے کے کمرے میں سفید بچھے ہوئے پلنگوں پر سب سو جاتی ہیں البتہ ایک عادت ان میں بہت اچھی ہے کہ ہندوستان کی نوکروں کی طرح کوئی گھر کی چیز اٹھا کر نہیں لے جاتیں شاید یہی وجہ ہے کہ گھر کی مالکہ اسقدر بے تکلف پھرنے سے گھبراتی نہیں۔ ان عربی عورتوں کا خلیق ہونا تو تمام عالم میں مشہور ہے اور انتظام خانہ داری اور پرورش اولاد میں بھی کسی قدر سلیقہ رکھتی ہیں عربوں میں شادی کے واسطے کوئی قبیلہ یا برادری نہیں دیکھی جاتی اور کم سنی کی شادی یہاں پر نہیں ہوتی اگر اتفاق سے ہو بھی جائے تو رخصت ہمیشہ بالغ ہونے پر کی جاتی ہے شادی محفل میں عطریات چھڑکتے اور قہوہ کا بہت رواج ہے اور ولیمہ کی دعوت شادی کے بعد ضرور ہوتی ہے اور اس موقعہ پر کھانا پر تکلف پکایا جاتا ہے ہر ایک قسم کی نمکین چیزیں اور ترکاریاں گوشت مچھلی کئی قسم کی پکتی ہیں اور مٹھائیاں اور طرح طرح کے حلوے اچار چٹنیاں اور فروٹ ہوتے ہیں عربوں میں مہر کی تعداد بہت کم مقرر کی جاتی ہے ایک سو سے ایک ہزار تک عام طور پر تعداد مقرر ہے مہروں کے تقرر میں

مرد کی حیثیت شرعی احکام کے مطابق نہیں بلکہ عموماً طور پر ضرور دیکھی جاتی ہے۔ ہمارے ہندوستان کا سا اندھا دھند رواج یہاں بالکل نہیں کہ پچیس ۲۵ روپیہ ادا کرنے کی مقدرت نہیں لیکن مہر پچیس ہزار ۲۵۰۰۰ مقرر ہو گیا پھر بعد میں خاوند بسبب ادا نہ کر سکنے کے بیوی سے درخواست کرتا ہے کہ مہر مجھے بخش دے اور بیوی بھی اسوقت خوش دیکھ کر سارے کا سارا مہر بخش دیتی ہے میرے خیال میں تو ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئیے اور نہ ہی خاوند کو ایسے مہر لینے کا مطالبہ کرنا چاہئیے اور خاوند کے کہنے پر بیشتر اسکے کہ مہر بخشا جائے مشورہ کر لینا چاہئیے کیونکہ بعض بہنوں کو دیکھا گیا ہے کہ (خاوند کے پاس روپیہ نہ ہونے پر فوراً ہی بخش دیتی ہیں مگر جب خاوند کو روپیہ مل جاتا ہے تو سفید سفید روپیہ کو دیکھ کر اپنے مہر کو بھی یاد کر کے جو بخش چکی تھیں واپس مانگتی ہیں۔ عرب لوگ ایسا نہیں کرتے بلکہ یہاں پر مہر اکثر معجل ہوتا ہے جو نکاح سے پیشتر ہی یا نکاح کے وقت ادا کر دیا جاتا ہے تاکہ لڑکی والا اس روپیہ کو شادی کے کام میں صرف کرے میرے خیال میں یہ رواج بہت عمدہ ہے (شاید میرا یہ خیال غلط ہو)[۵] مگر اس سے غریب آدمی پر شادی کا بار نہیں پڑتا یہاں پر طلاق کا بہت رواج ہے اور طلاق بالکل معمولی سمجھی جاتی ہے طلاق کے بعد مرد اور عورت دونوں جہاں چاہتے ہیں اپنا اپنا نکاح کر لیتے ہیں کثیر تعداد میں ایسی عورتیں ہیں جنکے پانچ پانچ چھ چھ سے بھی تخمیناً زیادہ نکاح ہو چکے ہیں اور خاصکر جوان بیوہ عورت کا نکاح تو بہت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ مگر اسکے خلاف ہمارے وطن ہندوستان میں عموماً اور ہماری احمدیہ جماعت میں بھی افسوس ہے کہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کہ اپنی جوان لڑکیوں یا بیواؤں کی شادیاں نہیں کرتے[۶] کم از کم ہمارے احمدی جماعت کے لوگوں کو ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔

۵ مہر لڑکی کا اپنا مال ہے (ایڈیٹر)
۶ ان کی مجبوریاں سننے سے پہلے آپ کیوں فتویٰ دے رہی ہیں (ایڈیٹر)

اس ملک کی عورتیں اپنے حقوق سے بخوبی واقف ہوتی ہیں اگر خاوند بیویوں کے حقوق ادا کرنے میں غفلت برتے تو عورت خاوند کو مجبور کر سکتی ہے۔ یہاں عورت کو مارنا بہت سخت جرم ہے اور پھر خاصکر جوتے کے ساتھ مارنا سخت عیب ہے وہ عورت جسکو جوتے سے مارا جائے وہ قاضی کو کہکر سزا دلوا سکتی ہے یہاں پر جو سرکاری کام کیلئے پنجابی مرد آتے ہیں وہ اکثر عربی عورتوں کے ساتھ شادی کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے تو بیچاری غریب پنجابی عورتیں دیکھی ہوتی ہیں جن سے مویشیوں کی طرح سلوک کرتے ہیں وہ ان عربی عورتوں کے حالات سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں وہ انہیں پنجابی عورتیں سمجھ کر انکو بھی مار تو بیٹھتے ہیں مگر وہ عورتیں طلاق لئے بغیر نہیں رہتیں اور جاتے وقت اُس غریب کے بدن کے کپڑے تک بھی گھر میں چھوڑ کر نہیں جاتی۔ میں انشاء اللہ پھر کبھی جنگلی شمالی لوگوں کے حالات لکھوں گی۔ والسلام

خاکسار عارفہ اہلیہ جمعدار کرم داد خاں صاحب تھانہ دار از عدن ٹرانسپورٹ کور قلعہ جبل جدید

مصباح کیلئے ایک تجویز

میں کئی دنوں سے مصباح کے متعلق ایک تجویز پیش کرنا چاہتی تھی۔ اوّل یہ کہ جیسا دوسرے اخباروں رسالوں کا قاعدہ ہے کہ خاص شائقین اور آسودہ حال طبقہ سے شرح چندہ اور وصول کیا جاتا ہے عوام اور غرباء سے اور، اسی طرح ہمارے مصباح اور الفضل کے شرح چندہ کا دستور ہونا چاہیئے۔ یعنی مصباح اور الفضل غرباء طالبات وطلباء، اور غیر احمدیوں سے تو یہی موجودہ شرح وصول کرے مگر باقیوں پر انکی حیثیت کے مطابق چندہ لگائے۔ کسی سے پانچ کسی سے دس۔ اور یہی طریق الفضل کا ہونا چاہیئے کوئی ہو یا نہ ہو میں الفضل اور پیارے مصباح کی معاونین میں سے بنتی ہوں آیندہ میرا عزیز الفضل مجھ سے دس روپیہ سالانہ چندہ وصول کیا کرے اور پیارا مصباح پانچ روپے سالانہ۔

(جزاکم اللہ احسن الجزاء - ایڈیٹر)

بہنیں بھی مصباح کے لئے ضرور قدم بڑھائیں اتنی قلیل رقم یعنی ڈھائی روپے تو دیتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ امید ہے بہنیں اپنی رائے سے مطلع کرینگی۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب قوم کو سنوارنا ہوتا ہے تو پہلے اپنی گرہ سے زر کثیر خرچ کرنا پڑتا ہے پھر کہیں فائدے کی امید ہوتی ہے لہٰذا اگر مصباح کو کچھ تھوڑا سا دل آویز اور مقبول بنانے کیلئے اسکی صورت کچھ اچھی ہو جائے تو بہت سے مشتری پیدا ہو جائینگے۔

اسوقت مصباح کہنے کو زنانہ اخبار ہے مگر بچوں کے اخبار سے بھی چھوٹا۔ بچوں کا اخبار "پھول" نکلتا ہے میرا خیال ہے کہ مصباح اسکے سامنے بالکل بچہ ہے پھر دیکھیں تو وہ "بچوں" کا اخبار اور یہ "اُن کی ماؤں کا اخبار" اگر حجم بڑا نہ کر سکیں تو اسپر "زنانہ" نام مٹا کر بچگانہ لکھا کریں۔ اب مضمونوں کی تو کمی نہیں زر کی ہو گی سو مندرجہ بالا طریق اگر اختیار کیا جائے یعنی مرفہ الحال طبقہ سے شرح چندہ زیادہ وصول کیا جائے تو یہ بار تھوڑا ہو جائیگا۔ یہاں تک کہ اخبار دل آویز ہو کر مقبول عام ہو جائے پھر یہ اپنا بار خود ہی سنبھال لیگا۔

امید ہے سرپرستان و ایڈیٹر صاحب اور آسودہ حال بہنیں اس گزارش پر توجہ فرمائینگی ٭

امۃ الحفیظ از مانڈلے اپر برما۔

اصلاح رسومات

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

عموماً ہمارے ملک کے مسلمانوں نے اپنے ہر ایک کام میں رسومات و بدعات کو ایک ایسا ضروری امر سمجھ رکھا ہے کہ اسلامی کاموں کو بغیر رسومات کے ادا کرنا موجب شرمندگی اور ہتک عزت تصور کیا جاتا ہے جب تک ان میں نفسانیت یا غیر شرعی باتوں کی ملاوٹ نہ ہو۔ چنانچہ ختنہ۔ نکاح جنازہ یہ ایک شرعی کام تھے مگر مسلمانوں نے ان تینوں کو ایسا بگاڑا کہ نہ صرف خلاف شریعت بلکہ ساتھ ہی اسراف فضول خرچی سے دولت کا ستیاناس کر کے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ کے پورے پورے مصداق ہوئے جاتے ہیں۔ اس پر طرفہ یہ کہ ایسے ناشائستہ فعل کر کے پھر بھی ویسے ہی سچے اور سُنّی مسلمان بنتے ہیں حالانکہ ختنہ ایک ابراہیمی سُنّت ہے جیسی کہ اسکے ساتھ کی کئی اور بھی سُنّتیں ہیں جن کو اسی طرح ترک کر دیا گیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ختنہ کے وقت تو تمام برادری کو جمع کر کے ڈھول ڈھمکوں باجوں اور بھاجیوں میں بیسیوں روپیہ برباد کیا جاتا ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسی جگہ بھی ان فضول رسموں کا ذکر نہیں فرمایا اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے۔ پس یہ ایک بے بنیاد بات ہے۔ اسی طرح نکاح بھی ایک سُنّت نبوی ہے چنانچہ فرمایا نبی کریم صلعم نے۔ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ۔ یعنی نکاح میری سُنّت ہے مگر مسلمانوں نے اسکو بھی رسومات بدعات میں رنگین کر کے ایسا بدرنگ کر دیا ہے۔ کہ خدا کی پناہ۔

شادیوں میں اسراف کرتے کرتے نہ تو کچھ دین کا باقی رہا نہ دنیا کا۔ سُنّت تو خدا جانے اس سے کتنی دور بھاگی جا رہی ہوگی اس کا ثواب کیا ملنا ہے اگر کوئی غریب سُنّت کے موافق نکاح کر بیٹھے تو اسکو بجائے شادی کے ماتم کہا جاتا ہے۔

اسی طرح میّت پر نماز جنازہ کا ادا کرنا ایک فرض کفایہ تھا مگر آجکل وہ نماز بھی رسم کے طور پر جاری ہے اور برادری میں بھاجی ٹھیرائی گئی ہے۔ بجائے اُس فرض کے عورتوں کا پیٹنا چلاّنا چوتھے ساتویں جمعراتوں میں مُلاّنوں کو حلوا کھلانا بطور فرض کے قرار دیئے گئے ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ذریعہ ہم کو ان فضول رسموں سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے لیکن بعض بہنیں باوجود احمدیت میں داخل ہونے کے پھر بھی غیر احمدیوں کی تقلید کرتی ہیں حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ اوروں کو بھی ان بیہودہ رسموں سے بچنے کی ہدایت کرتیں۔ خدا تعالیٰ تمام احمدی بہنوں کو اتباع سُنّت اور غیر شرع باتوں سے بچنے کی احسن توفیق دے آمین۔ ماتم میں سوائے تجہیز تکفین نماز جنازہ دفن اور دعا کے سب بدعت ہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی قریبی رشتہ دار ماتم کے دن ماتم والوں کو کھانا پکا کر بھیجدے جس میں اسراف نہ ہو جائز ہے۔ ماتم پر یہی جس میں کوئی بدعت وغیرہ نہ ہو۔ صدقہ خیرات جو کہ میّت کو ثواب پہنچنے کی غرض سے فی سبیل اللہ بغیر دن مقرر کئے دیا جائے اچھی بات ہے۔ میں دعا کرتی ہوں کہ مولا کریم سب احمدی بہنوں کو ان فضول رسموں سے بچائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سچی تابعداری اور پوری پوری غلامی میں حصّہ لینے کی توفیق عطا فرمائے آمین اللّٰھم آمین۔ والسّلام*

راقمہ نور النساء بنت شیخ محمد لطیف صاحب از [illegible]

حل طلب معمّے

۱۵ر فروری کے مصباح میں جو سات معمّے چھپے تھے ان کے جوابات آرہے ہیں تمام جوابات دینے والیوں کے نام ۱۵ر مارچ کے مصباح میں ترتیب وار چھاپ دیئے جائینگے۔

۱۵ر فروری کا مصباح پونے چار سو وی پی کیا گیا تھا کیونکہ اکثر بہنوں نے جلد دوم بلکہ بعض نے جلد اوّل کا چندہ ادا نہیں کیا تھا۔ افسوس ہے کئی وی پی واپس آرہے ہیں ان انکاری وی پی کرنے والی بہنوں نے ۱۵ر فروری کا پرچہ وقت پر پڑھا بھی نہ ہوگا اس لئے معمّے حل کرنیکے لئے ہم نے مہلت زیادہ کردی کچھ معمّے اور چھاپے جاتے ہیں۔

(۱)

کراس ورڈس

۸	۷	۶	X	۵	۴	۳	۲	۱
۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	X	۱۲	۱۱	۱۰	۹
۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	X	X	۱۹	۱۸	۱۷
X	X	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	X	۲۴
۳۵	۳۴	X	۳۳	X	۳۲	۳۱	۳۰	X
۴۲	۴۱	X	۴۰	۳۹	۳۸	X	۳۷	۳۶
۵۰	۴۹	۴۸	۴۷	X	۴۶	۴۵	۴۴	۴۳

دائیں سے بائیں:- ۱ تا ۵ چراغ + ۶ تا ۷ خوشبو + ۹ تا ۱۲ پُرانا + ۱۳ تا ۱۶ طلوع آفتاب کی جگہ + ۱۷ تا ۱۹ تکلیف + ۲۰ تا ۲۳ بیوطنی + ۲۵ تا ۲۹ توہین + ۳۰ تا ۳۲ تکبّر + ۳۴ تا ۳۵ عضو + ۳۶ تا ۳۸ سمت یا جوہر + ۳۷ تا ۳۹ تیغ + ۳۴ تا ۴۶ پردہ + ۴۷ تا ۵۰ آرزو ۔

اوپر سے نیچے:- ۱ تا ۲۴ نصیب ۲ تا ۱۸ سچائی ۳۰ تا ۳۱ بےقرار + ۴ تا ۱۲ دالدہ (عربی) ۶ تا ۲۹ عیش + ۷ تا ۲۲ خوشی + ۸ تا ۲۳ سوز + ۳۶ تا ۴۳ متعدّی زخم + ۳۰ تا ۴۴ کتابیں + ۲۶ تا ۴۶ خوف + ۲۰ تا ۴۷ غنیمت + ۳۴ تا ۴۹ کھانا (فارسی) ۳۵ تا ۵۰ ہمیشہ ۔

راقمہ۔ ایس ایس نسیم سیالکوٹ

(۲)

ایک شخص کسی جرم کے الزام میں پکڑا گیا۔ اور ایک شخص ضمانت دینے کیلئے آیا۔ مجسٹریٹ نے ضامن سے پوچھا کہ "یہ شخص کیا تمھارا رشتہ دار ہے"؟ اس کے جواب میں ضامن بولا کہ نہ تو میری کوئی بہن ہے اور نہ بھائی مگر اس شخص کا باپ میرے باپ کا بیٹا ہے ۔ قارئین کرام بتائیں کہ یہ شخص ضامن کا کون رشتہ دار تھا؟ فقط (سعید احمد شاد سیالکوٹی از دھن باد)

(۳)

(۱) میں ایک پانچ حرفی کھانے میں بہت سفید و مرغوب چیز ہوں۔

(۲) میرا چوتھا۔ پہلا۔ تیسرا حرف ملکر ایک مشہور رشتہ کا نام بنتا ہے۔

(۳) میرا پہلا۔ دوسرا۔ پانچواں حرف ملکر مکان کے معنی دیتا ہے۔

(۴) میرا تیسرا۔ چوتھا۔ پانچواں حرف ملکر ایک مشہور بزرگ کا نام بنتا ہے۔

(۵) میرا چوتھا۔ پانچواں حرف ملکر ایک لذیذ میوہ کا نام بنتا ہے۔

(۶) میرا چوتھا تیسرا۔ پہلا حرف ملکر ایک اخلاقی صفت کا نام پیدا کرتا ہے۔

(۷) میرا تیسرا۔ چوتھا۔ پانچواں حرف ملکر نقدی کے معنی دیتا ہے۔

خاکسار امۃ الحی اہلیہ مرزا غلام سرور صاحب از جھجھ کی اوترا

(۴)

میں ایک پانچ حرفی چیز ہوں

فقرہ

(۱) میرا ۱-۲-۵ حرف ملکر ایک اعلیٰ اور مفید پھل بنتا ہے۔

(۲) میرا ۵-۴-۳ حرف ملکر بلندی کے معنی دیتا ہے۔

(۳) میرا ۱-۱-۳ حرف ملکر زہر کے معنی دیتا ہے۔

(۴) میرا ۱-۴-۳ حرف ملکر گذشتہ زمانے کے مشہور پہلوان کا نام بنتا ہے۔

(۵) میرا ۳-۴ حرف ملکر ایک ایسی ضروری چیز کے معنی دیتا ہے جسکے بغیر زندگی غیر ممکن ہے۔

(۶) میرا ۵-۲-۳ حرف ملکر خوف کے معنی دیتا ہے۔

(۷) میرا ۵-۲-۱ حرف ملکر ایک خاص گنتی کی تعداد ہے۔

(۸) میرا ۳-۱ حرف ملکر ایک مشہور دھات بنتی ہے۔

(۹) میرا ۵-۱ حرف ملکر خاتمہ کے معنی دیتا ہے۔ والسلام

خاکسار عزیز بیگم بنت فیروز الدین صاحب از لاہور گلٹ ساز

———— معمہ (۵) نمبر ————

(۱) ایک پانچ حرفی نام اگر اسکے پیچھے سے تین حرف کاٹ دیئے جائیں تو زہر کے معنی دیتا ہے۔

(۲) اسپر پیش ڈال دیا جائے تو گھوڑے کے پاؤں کے معنی دیتا ہے۔

(۳) اگر پیچھے سے صرف ایک حرف کاٹ دیا جائے تو گھوڑی کے معنی دیتا ہے۔

(۴) اگر پیچھے سے دو حرف کاٹ دیئے جائیں تو پھول کے معنی دیتا ہے۔

(۵) اگر پہلا حرف کاٹ دیا جائے تو عبادت گاہ کے معنی دیتا ہے۔

راقمہ عظمت بنت سردار کرم داد خانصاحب (عدن)

———— معمہ (۶) نمبر ————

کوئی پانچ حرفی لفظ ایسا بتاؤ جو نہایت مشہور مگر نہایت مضر چیز ہو جس کے حروف

(۱) ۱-۵ ملائیں تو اشارہ کے معنی بنجاتے ہیں۔

(۲) ۵-۱ سے مشیل بن جاتا ہے۔

(۳) ۲-۳ سے جانوروں کے رہنے کی جگہ بن جاتی ہے۔

(۴) ۲-۵ ختم کے معنی دیتے ہیں۔

(۵) ۳-۲ ایک عضو کو کہتے ہیں۔

(۶) ۲-۳-۱ ملادیں تو خوفناک بن جاتا ہے

(۷) ۲-۳ پھر ۳ اور ۴ سے ملکر ایک مسکین چیز بنجاتی ہے۔

(۸) ۲-۴-۳ سے ایک مفید جانور بن جاتا ہے۔

(۹) ۵-۲ ملادیں تو کوئی اُس سے باہر نہیں رہتا۔

(۱۰) ۱-۳-۵-۴ ملادیں تو پھوڑوں کے کام آتی ہے۔

(۱۱) ۵-۱-۳ ملادیں تو عمر کا پیمانہ بن جاتا ہے۔

(۱۲) ۵-۳ ملادیں تو ایک خوفناک بیماری بن جاتی ہے۔

(۱۳) ۵-۴-۳ ملاتے ہی طوفان آجاتا ہے۔

(۱۴) ۲-۱-۴ ملادیں تو سکھوں کی مرغوب چیز بن جاتی ہے۔

اُم داؤد از قادیان

وصیتیں

وصیت ۲۵۹۴ - مسماۃ بلقیس بیگم زوجہ خان بہادر محمد علیخان قوم یوسف زئی ساکن احمد نگر ضلع کوہاٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ ایک باغ ۲۶ کنال واقعہ موضع گردہ اور ایک مکان پختہ واقعہ موضع احمد نگر جو کہ بعوض حق مہر مجھے شوہر کی طرف سے ملے ہیں اور انکی قیمت ۱۲ ہزار روپیہ مقرر کی گئی تھی۔ اور علاوہ اس جائداد غیر منقولہ کے زیورات طلائی وزنی ۱۰۷ تولہ ہیں۔ میں اس جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز علاوہ جائداد مذکورہ کے میری جتنی جائداد بعد وفات ثابت ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں (یا کوئی جائداد) خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل کردوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجاویگی ۱۷ ۳/۴ العبد موصیہ بلقیس بیگم۔ گواہ شد۔ محمد علیخان بقلم خود گواہ شد۔ غیور احمد خان بقلم خود

وصیت ۲۱۴۳ - میں رقیہ خاتون بنت عبدالرحیم خاں پٹھان زوجہ بابو محمد اسحٰق صاحب لاہور ساکن لاہور حال کوجرہ ضلع لائلپور تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے بعد میری کل جائداد (منقولہ ہو یا غیر منقولہ) کے ساتواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی جائداد وصیت کردہ کی قیمت کو اپنی زندگی میں ادا کرنیکی غرض سے کوئی رقم مقبرہ بہشتی کی مد میں ادا کردوں اور رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم کو میرے ترکہ کے ساتواں حصہ کی طرف منسوب کیا جائے۔ (۳) میری موجودہ جائداد یہ ہے۔ ایک حویلی پختہ مالیتی اندازاً آٹھ ہزار روپیہ محلہ کمہاراں دھاروال متصل شوالہ تیجا سنگھ شہر سیالکوٹ مشترکہ حقیقی ہمشیرہ کلاں زبیدہ خاتون احمدی اور مہر دو ہزار روپیہ جس میں سے بصورت زیورات سو ادا اور جہیز کا زیور ملاکر قریباً ایک ہزار۔ باقی میری تمام جائداد کو بعد منہائی کسی دیگر وصیت کے جو میں کروں احکام شرعی کے مطابق میرے پسماندگان میں تقسیم کردیا جائے اگر تقسیم ترکہ میں کسی قسم کا تنازعہ پیدا ہو تو اسکا فیصلہ حضرت امیر المومنین وقت یعنی خلیفۃ المسیح و المہدی قادیان سے کرایا جائے اور اس فیصلہ کو قطعی سمجھا جائے۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۷ء